بسم اللہ الرحمن الرحیم

1914ء کا فتنہ اور خلافت احمدیہ کے ذریعہ اس کا استیصال

ان الذین فتنوا المومنین والمومنٰت ثم لم یتوبو فلھم عذاب جھنم ولھم عذاب الحریق

ترجمہ: یقینا وہ لوگ جنہوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو فتنہ میں ڈالا پھر توبہ نہیں کی تو ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے آگ کا عذاب (مقدر) ہے۔

معزز سامعین: تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ بعض اوقات ایسے لوگ بھی روحانی سلسلہ میں داخل ہو جاتے ہیں جو سطحی فیصلہ کیوجہ سے الہیٰ جماعت میں داخل ہوتے ہیں اور ابتدائی جوش میں بعض اوقات اصل مخلصوں سے بھی آگے نکل جاتے ہیں، لیکن دل میں ایمان راسخ نہ ہونے کے باعث خود بھی گمراہ ہوتے اور دوسرں کے لیے بھی ابتلاء کا موجب بنتے ہیں۔

1914ء کے فتنے سے متعلق حضرت مصلح موعودؓ نے متعدد کتب میں تفصیلاً ذکر فرمایا ہے۔جبکہ ان میں سے دو کتب قابلِ ذکر ہیں۔اوّل "اختلافات سلسلہ کی تاریخ کے صحیح حالات " اور دوم "خلافتِ راشدہ "ہیں۔ان کتب کے بغور مطالعہ سے اس سازش کے حقیقی اسباب ،حالات اور کسطرح خلافتِ احمدیہ نے اس کا استیصال کیا ،کے بارے میں علم حاصل ہوتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے نزدیک اس فتنہ کے بانی خواجہ کمال الدین صاحب تھے اور مولوی محمد علی صاحب انکے شاگرد تھے۔مولوی صاحب بہت بعد میں اس سازش کا حصہ بنے۔خواجہ کمال الدین صاحب احمدیت کو حق سمجھ کر ہی داخل ہوئے تھے لیکن ان کے داخل ہونے کا باعث یہ نہ تھا کہ سلسلہ کی صداقت انکے دل میں گھر گئی تھی۔بلکہ اصل باعث یہ تھا کہ وہ اسلام سے بیزار ہو کر مسیحیت کی طرف متوجہ ہو رہے تھے اور چونکہ اہل وعیال اور عزیزو اقارب کو چھوڑنا کوئی آسان کام نہیں۔اس کی وجہ سے انکا دل اس وقت سخت کشمکش میں تھا۔پس حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کے سامنے مسیحی پادریوں کو بھاگتے دیکھا تو ان کو اس کشمکش سے نجات ہوئی اور اسلام میں انکو ایسا مقام نظر آنے لگا جہاں انسان اپنا قدم جما کر مغربی علوم کے حملوں کا مقابلہ کر سکتاہے۔پس ایسا تعلق دیر پا نہیں ہوتا۔

خواجہ کمال الدین صاحب کے دلی خیالات جو آپ حضرت مسیح موعودؑاور سلسلے کے بارے میں رکھتے تھے۔1897ء کے جلسہ عالم مذاہب میں سامنے آئے۔آپؑ نے یہ مضمون جو اسلامی اصول کی فلاسفی کے نام سے جانا جاتا ہے۔اس حالت میں تحریر فرمایا جبکہ آپ اسہال کی تکلیف میں مبتلا تھے۔جب حضورؑ نے یہ مضمون مکمل کر کے خواجہ صاحب کو دیا تو انہوں نے اس پر ناامیدی کا اظہار کیا اور خیال ظاہر کیا کہ یہ مضمون قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھاجائے گا۔جبکہ حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالیٰ نے بتایا کہ" یہ مضمون بالا رہا"۔چنانچہ حضرت اقدسؑ نے مضمون بالا رہا کا اشتہار قبل از وقت شائع کرنے کے لیے خواجہ صاحب کو کہا تو انہوں نے پہلے تو مضمون کو لغو اور بیہودہ سمجھتے ہوئے نہ خود اشتہار شائع کیا نہ دوسروں کو کرنے دیا۔چنانچہ جب بعض لوگوں نے خاص زور دیا تو رات کے وقت لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو کر چند اشتہار دیواروں پر اونچے کر کے لگا دیے۔یہ واقعہ خواجہ صاحب کی کمزوری ایمان کا بیّن ثبوت ہے۔

خواجہ صاحب دراصل احمدیت کے مغز سے ہی ناواقف تھے یہی وجہ ہے کہ وہ 1905ء میں وطن اخبار کی ایک تحریک پر کہ ریویو آف ریلیجز سے حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر نکال دیا جائے اور عام اسلامی باتیں ہوں تو غیر احمدی بھی مدد کریں گے،وہ ایسا کرنے کے لیے تیار ہو گئے اور مولوی محمد علی صاحب بھی ان کے ساتھ مل گئے اس پر ایک شخص ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد جو مدت سے گندے عقائد میں مبتلا تھا،اسے جرأت ہو گئی اور اس نے حضرت مسیح موعودؑ سے خط و کتابت شروع کر دی۔دراصل اسی خط و کتابت میں ایسے عقائد کی بنیاد پڑی،جو آئندہ کے لیے غیر مبائعین کے عقائد کا مرکزی نقطہ بنے۔

ڈاکٹر عبدالحکیم نے اپنے ایک خط میں مندرجہ ذیل عقائد کا ذکر کیا:

۱ .سوائے ان غیر احمدیوں کے جو ہمیں کافر کہتے ہیں باقی کے پیچھے نماز جائز ہونی چاہیے۔

۲.ریویو آف ریلیجز کے متعلق جو تجویز خواجہ صاحب اور مولوی صاحب کی تھی اسے مان لیا جائے۔

۳.عام قاعدہ حکمت کے ماتحت پہلے شرک ، بدعت وغیرہ بڑے مسائل لوگوں کے سامنے رکھیں جائیں پھر حضرت مسیح موعودؑ کی ذات کو پیش کیا جائے۔

۴۔صرف وفات مسیح پر زور نہ دیا جائے دوسرے مسائل اسلام کی طرف بھی توجہ کی جائے۔دوسرے خط میں ڈاکٹر عبدالحکیم نے حضرت مسیح موعودؑ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا کہ کیا آپ کے نزدیک 13 کروڑ مسلمانوں میں کوئی بھی سچا خدا پرست اور راست باز نہیں؟ کیا محمدی اثر اس تمام جماعت پر سے اٹھ گیا ہے؟ آپ کی جماعت کے سوانہ باقی مسلمانوں میں راست باز ہیں نہ باقی دنیا میں ،بلکہ تمام کے تمام سیاہ باطن، سیاہ کار اور جہنمی ہیں۔اس کے جواب میں حضرت مسیح موعودؑ نے ڈاکٹر صاحب کو مخاطب کر کے لکھا کہ اگر آپ کا یہ خیال ہے کہ ہزار ہا آدمی جو میری جماعت میں شامل نہیں کیا راست بازوں سے خالی ہیں تو ایسا ہی آپ کو یہ خیال کر لینا چاہیئے کہ وہ ہزار ہا یہود و نصارا جو اسلام نہیں لائے کیا وہ راست بازوں سے خالی تھے۔بہرحال جب کہ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔اور خدا کے نزدیک قابل مؤاخذہ ہے۔چنانچہ حضورؑ نے اس شخص کو جماعت سے خارج کر دیا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ اندر ہی اندر بعض لوگوں کے دل میں یہ خیال گھر کر چکے تھے اور ان لوگوں کے سردار خواجہ کمال الدین صاحب تھے۔واقعات بتاتے ہیں کہ خواجہ صاحب کا ایمان اندر سے کھوکھلا ہو چکا تھا۔

مولوی محمد علی صاحب کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ جہاں تک میرا خیال ہے کہ مولوی صاحب شروع میں ان عقائد کی تائید میں نہ تھے مگر خواجہ صاحب نے انکو اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کی اور آہستہ آہستہ حضرت مسیح موعودؑ پر زبانِ طعن کھولنے کی جرأت دلا دی۔فرمایا میرے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ کی وفات تک ان کے ایمان میں زیادہ تزلزل واقع نہیں ہوا تھا۔

خلافتِ اولیٰ کے وقت جب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو خلیفہ مقرر کیا گیا تو مولوی صاحب کو بہت برا معلوم ہوا اور آپ نے انکار کیا اور پیش کیا کہ خلافت کا ثبوت کہاں سے ملتا ہے مگر جماعت کی عام رائے اور اس وقت کی بے سروسامانی کو دیکھ کر دب گئے اور بیعت کرلی بلکہ اس اعلان پر بھی دستخط کر دیے جسمیں جماعت کو اطلاع دی گئی تھی کہ حضرت مولوی نور الدّینؓ "الوصیّت" کے مطابق خلیفہ ہوئے ہیں۔مگر ظاہری بیعت کے باوجود دل نے بیعت کا اقرار نہ کیا اور اپنے ہم خیالوں اور دوستوں کی مجلس میں اس قسم کے تذکرے شروع کر دیے جن میں خلافت کا انکار ہوتا

تھا۔چنانچہ خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی صاحب دونوں ہی اس لحاظ سے ہم خیال ہو گئے اور ابھی حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کو پندرہ دن بھی نہ ہوئے تھے کہ خواجہ صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کی موجودگی میں مجھ سے سوال کیا کہ میاں صاحب آپکا خلیفہ کے اختیارات کے متعلق کیا خیال ہے۔میں نے کہا کہ اختیارات کے فیصلے کا وہ وقت تھا جبکہ ابھی بیعت نہ ہوئی تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے صاف صاف فرمایا کہ بیعت کے بعد تم کو پوری پوری اطاعت کرنی ہوگی۔حضرت مصلح موعودؓ نے مولوی صاحب سے کہا کہ اب آقا کے اختیار مقرر کرنے کا حق غلاموں کو کب حاصل ہے۔جب مولوی صاحب کو پتہ چلا کہ میں حضور کی خلافت کا مویّد ہو ں تو انہوں نے ذاتی بغض کی وجہ سے یہ خیال کیا کہ خود خلیفہ بننا چاہتاہے۔چنانچہ انہوں نے میری مخالفت کو اپنا مدّعائے خاص قرار دے دیا۔

جلسہ کے دن جب قریب آئے تو ان لوگوں نے اپنے مضامین کے ذریعے جماعت کو یہ سبق پڑھانا شروع کر دیا کہ خدا کے مامور کی مقرر کردہ جانشین اور خلیفہ صدر انجمن ہی ہے اور اس قدر زور دیا کہ لوگوں نے سمجھ لیا کہ اصل غرض حضرت خلیفۃ المسیح کو خلافت سے جواب دیناہے اور صدر انجمن کی خلافت سے مراد دراصل مولوی محمد علی صاحب کی خلافت تھی۔چنانچہ جماعت میں دو کیمپ بن گئے۔ایک وہ جنہیں یہ یقین دلایا گیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی مقرر کردہ جانشین انجمن ہے اور دوسرا اس کا معترض تھا اور بیعت کے اقرار پر قائم تھا۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفہ المسیح الاول ان باتوں سے بے خبر تھے۔چناچہ اسی اثناء میں حضرت میر محمد اسحاق صاحب نے کچھ سوالات لکھ کر حضرت خلیفہ المسیح الاول کو دیے جو آپؓ نے مولوی محمد علی صاحب کو بھجوا دیے کہ وہ ان کا جواب دیں۔مولوی صاحب نے جو کچھ جواب دیا،وہ حضرت خلیفہ المسیح الاولؓ کو حیرت میں ڈالنے والا تھا۔مولوی صاحب نے لکھا — ”حضرت صاحب کی وصیت سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ خلیفہ کا کوئی واحد ہونا ضروری ہے۔گو خاص صورتوں میں ایسا ہو سکتا ہے ،جیسا کہ اب ہے ،بلکہ حضرت صاحب نے انجمن کو اپنا خلیفہ بنا یا ہے اور ضروری نہیں کہ خلیفہ ایک ہی شخص ہو“

اس جواب میں خلیفہ کی حیثیت کو ایسا گرا کر دکھایا تھا کہ سوائے بیعت لینے کے اس کا کوئی تعلق جماعت سے باقی نہ رہتا تھا۔حضرت خلیفہ المسیح الاولؓ نے اس پر حکم دیا کہ ان سوالوں کی بہت سی نقلیں کر کے جماعت میں تقسیم کی جاویں،تا کہ سب سے مشورہ لیا جائے۔

حضرت مصلح موعودؓ کو اللہ نے بذریعہ رؤیااس فتنہ کی اطلاع کی،فرماتے ہیں ”میں نے دیکھا کہ ایک مکان ہے۔اس کے دو حصے ہیں،ایک تو مکمل ہے اور دوسرا نامکمل۔نامکمل حصہ پر چھت پڑ رہی ہے۔کڑیاں رکھی جا چکی ہیں۔مگر اوپر تختیاں نہیں رکھی گئیں اورنہ مٹی ڈالی گئی ہے۔ان کڑیوں پر کچھ بھوسا پڑا ہے۔اور اس کے پاس میر محمد اسحاق صاحب میرے چھوٹے بھائی مرزا بشیر احمد صاحب بھی کھڑے ہیں،میر محمد اسحاق صاحب کے ہاتھ میں دیا سلائی کی ایک ڈبیہ ہے اور وہ اس میں سے دیا سلائی نکال کراس بھوسے کو جلانا چاہتے ہیں۔میں نے ان سے کہا کہ یہ بھوسا آخر تو جلایا ہی جائے گا،مگر ابھی وقت نہیں۔ابھی نہ جلائیں ایسا نہ ہو بعض کڑیاں بھی ساتھ ہی جل جائیں،اس پر وہ اس ارادے سے باز رہے اور میں اس جگہ سے دوسری طرف چل پڑا،تھوڑی دور ہی گیا تھا، کہ مجھے کچھ شور معلوم ہوا، مڑ کر دیکھتا ہوں، کہ میر صاحب بے تحاشا دیا سلائیاں نکال کر جلاتے ہیں اور اس بھوسے کو جلانا چاہتے ہیں،مگر اس خیال سے کہ میں واپس نہ آجاؤں جلدی کر تے ہیں،میں اس بات کو دیکھ کر واپس دوڑا کہ ان کو روکوں مگر پیشتر اس کے کہ وہاں پہنچتا،ایک دیا سلائی جل گئی اور میں آگ میں کود پڑا اور آگ کو بجھا دیا،مگر اس عرصہ میں ،چند کڑیو ں کے سرے جل گئے ،حضور فرماتے ہیں کہ میں نے یہ رویا مکرمی سید سرور شاہ صاحب کو سنائی ،تو انہوں نے مسکرا کر کہا یہ خواب پوری ہو گئی۔اسی اثناء میں حضرت خلیفہ المسیح الاول نے میر اسحق صاحب والے سوالات حضرت مصلح موعودؓ کو بھجوائے اور پہلی دفعہ آپکو اس فتنہ کا علم ہوا۔

معزز سامعین !پھر 21جنوری 1909ء کا معرکہ الآرادن آیا جس کی صبح کو جلسہ تھا ،حضور فرماتے ہیں کہ باہر سے آنے والوں سے یہ معلوم ہوا کہ ان لوگوں کو یہ امر سمجھانے کی کوشش کی گئی کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اصل جانشین انجمن ہی ہے اور خلیفہ صرف بیعت لینے کے لیے تھا۔اس بارے میں لاہور میں جماعت احمدیہ کا ایک خاص جلسہ خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنے مکان پر کیا اور لوگوں کو سمجھایا کہ سلسلہ کی تباہی کا خطرہ ہے اصل جانشین حضرت مسیح موعودؑ کی انجمن ہی ہے۔اور سب لوگوں سے دستخط لئے گئے۔اور صرف دو شخص یعنی محمد حسین قریشی سیکٹری صدر انجمن احمدیہ لاہور اور بابو غلام محمد صاحب فورمین ریلوے دفتر لاہور نے دستخط کرنے سے انکار کیا۔بعض لوگ ان لوگوں کے زیر اثر صاف کہتے تھے کہ اگر مولوی صاحب کے خلاف فیصلہ کیا تو اسی وقت خلافت سے علیحدہ کر دیا جائے گا۔جبکہ بعض خاموشی سے اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے منتظر تھے اور بعض بالمقابل خلافت کی تائید میں جوش دکھا رہے تھے

۔اور خلافت کے قیام کیلئے ہر ایک قربانی کیلئے آمادہ تھے۔چنانچہ میں اس روز صبح کی نماز کے انتظار میں اپنے دالان میں ٹہل رہا تھا اور حضرت خلیفۃالاولؓ کی آمد کا انتظار کیا جارہا تھا۔کہ میرے کانوں میں شیخ رحمت اللہ کی آواز آئی۔کہ جماعت ایک لڑکے کی غلامی کس طرح کر سکتی ہے۔اس پر میں اور زیادہ حیران ہوا اور سوچنے لگا کہ میر محمد اسحاق صاحب نے تو صرف چند سوالات دریافت کئے ہیں ان کیساتھ جماعت کی غلامی یا عدم غلامی کا کیا تعلق ہے۔مگر باوجود سوچنے اور غور کرنے کے میری سمجھ میں کچھ نہ آیا۔کہ اس بچے سے کون مراد ہے۔آخر صبح کی نماز کے بعد میں نے حضرت خلیفہ اولؓ سے اس واقعہ کا ذکر کیااور میں نے کہا کہ نامعلوم آج مسجد میں کیا جھگڑا تھا کہ شیخ رحمت اللہ صاحب بلند آواز سے کہہ رہے تھے کہ ہم ایک بچے کی بیعت کس طرح کر لیں اسی کی خاطر یہ تمام فساد ڈلوایا جارہا ہے۔میں تو نہیں سمجھ سکاکہ یہ بچہ کون ہے حضرت خلیفہ اولؓ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا تمہیں نہیں پتا اس سے مراد تم ہی توہو۔غالبا شیخ صاحب کے ذہن میں یہ بات تھی کہ یہ تمام سوالات میں نے ہی اٹھائے ہیں اور میری وجہ سے ہی یہ تمام شور اٹھا ہے۔

اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ تقریر کیلئے تشریف لائے اس تقریر کے متعلق بھی پہلے سے میں نے ایک رویاء دیکھا ہوا تھا میں نے دیکھاکہ کوئی جلسہ ہے جس میں حضرت خلیفہ اولؓ تقریر کر رہے ہیں اورتقریر مسئلہ خلافت پر ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی لشکر ہے جو آپ پر حملہ آور ہوا ہے۔اس وقت میں بھی جلسہ میں آیا اور آپ کے دائیں طرف میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ حضور کوئی فکر نہ کریں ہم آپ کے خادم ہیں اور آپ کیلئے اپنی جانیں تک دینے کیلئے تیار ہیں۔ہم مارےی جائیں گے تو پھر کوئی شخص حضور تک پہنچ سکے گا۔ہماری موجودگی میں آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا۔خواب میں نے حضرت خلیفہ اوّلؓ کو سنائی ہوئی تھی چنانچہ جب میں اس جلسہ میں شامل ہونے کے لیے آیا تو مجھے اس وقت وہ خواب یاد نہ رہی اور میں حضرت خلیفہ اوّلؓ کے بائیں طرف بیٹھ گیا۔اس پر آپ نے فرمایا۔میاں!یہاں سے اُٹھ کر دائیں طرف آجائو اور پھر خود ہی فرمایا۔تمہیں معلوم ہے میں نے تمہیں دائیں طرف کیوں بٹھایا ہے؟میں نے عرض کیا مجھے تو معلوم نہیں۔اس پر آپؓ نے میری اُسی خواب کا ذکر کیا اور فرمایاکہ اس خواب کی وجہ سے میں نے تمہیں اپنے دائیں طرف بٹھایا ہے۔

جب آپ تقریر کے لیے کھڑے ہوئے تو بجائے اس کے کہ اُس جگہ کھڑے ہوتے جو آپ کے لیے تجویز کی گئی تھی۔آپ اس حصّہ مسجد میں کھڑے ہوگئے جو حضرت مسیح موعودؑ نے بنوایااور لوگوں پر اظہارِناراضگی کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نے اپنے عمل سے مجھے اتنا دکھ دیا ہے کہ میں اس حصّہ مسجد میں بھی کھڑا نہیں ہواجو تم لوگوں کا بنایاہوا ہے بلکہ اپنے پیر کی بنائی ہوئی مسجد میں کھڑا ہوا ہوں۔اس کے بعد آپ نے مسئلہ خلافت پر قرآن و حدیث سے روشنی ڈالی اور فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں خلیفہ کا کام نمازیں پڑھا دینا ہے،جنازے پڑھا دینا اور لوگوں کے نکاح پڑھا دینا ہے۔اُسے نظام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔یہ کہنے والوں کی سخت گستاخانہ حرکت ہے۔یہ کام تو ایک ملّاں بھی کر سکتاہے۔اس کے لیے کسی خلیفہ کی کیا ضرورت ہے۔وہ لوگ جنہوں نے یہ تقریر سنی ہوئی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ تقریر اتنی درد انگیز اور اس قدر جوش سے لبریز تھی کہ لوگوں کی گھگھی بندھ گئی۔

تقریر کے بعد آپ نے خواجہ کمال الدین صاحب، مولوی محمد علی صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب سے کہا کہ دوبارہ بیعت کرو ،چنانچہ انہوں نے دوبارہ بیعت کی۔میرا ذہن اس وقت ادھر منتقل نہیں ہوا کہ ان سے بیعت انکے جرم کی وجہ سے لی جا رہی ہے۔چنانچہ میں نے بھی اپنا ہاتھ آگے بڑھادیا مگر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓنے میرے ہاتھ کو پیچھے ہٹا دیا اور فرمایا تمہارا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔انہوں نے تو ایک جرم کیا ہے جس کی وجہ سے دوبارہ ان سے بیعت لی جارہی ہے مگرتم نے کونسا جرم کیا ہے ؟شیخ یعقوب علی صاحب سے اس موقع پر جو بیعت لی گئی وہ اس لئے لی گئی تھی کہ شیخ صاحب نے ایک جلسہ کیا تھا جس میںان لوگوں کے خلاف تقریریں کی گئی تھیں جنہوں نے نظام خلافت کی تحقیر کی تھی اور گویا اچھا کام تھا مگر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایاجب ہم نے ان کو اس کام پر مقرر نہیں کیاتو ان کا کیا حق تھا کہ وہ خود بخود الگ جلسہ کرتے۔غرض ان تینوں سے دوبارہ بیعت لی گئی اور انہوں نے سب کے سامنے توبہ کی مگر جب جلسہ ختم ہوگیا اور لوگ اپنے گھروں کو چلے گئے تو ان لوگوںنے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے خلاف اور زیادہ منصوبے کرنے شروع کر دیئے اور مولوی محمد علی صاحب نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ میری اس قرر ہتک کی گئی ہے کہ اب میں قادیان میںنہیں رہ سکتا۔ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحب مرحوم ان دنوں مولوی محمد علی صاحب سے بہت تعلق رکھا کرتے تھے۔ایک دن وہ سخت گھبراہٹ کی حالت میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے پاس پہنچے۔میں بھی اتفاقاً وہیں موجود تھا اور آتے ہی کہا کہ حضور غضب ہوگیا آپ جلدی کوئی انتظام کریں۔حضرت خلیفۃ

المسیح الاولؓ نے فرمایا کیاہوا؟ انہوں نے کہا مولوی محمد علی۔صاحب کہہ رہے ہیں کہ میری یہاں سخت ہتک ہوئی ہے اور میں اب قادیان میں کسی صورت میں نہیں رہ سکتا۔۔آپ جلدی کریں اور کسی طرح مولوی محمد علی صاحب کو منانے کی کوشش کریں، ایسا نہ ہو کہ وہ چلے جائیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا۔ڈاکٹر صاحب ،مولوی صاحب سے جا کر کہہ دیجئے کہ کل کے آنے میں توابھی دیر ہے، آپ جانا چاہتے ہیں توآج ہی چلے جائیں۔ڈاکٹرصاحب جو یہ خیال کر رہے تھے کہ اگرمولوی محمد علی صاحب قادیان سے چلے گئے تو نہ معلوم کیا زلزلہ آجائے گا ان کے تو یہ جو اب سن کرہوش اڑ گئے اور انہوں نے کہا حضور پھر تو بڑا فساد ہو گا۔حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایامجھے اس کی کوئی پروا نہیں۔میں خدا کا قائم کردہ خلیفہ ہوں میں ان دھمکیوں سے مرعوب ہونے والا نہیں۔اس جواب کو سن کر مولوی محمد علی صاحب بھی خاموش ہو گئے اور پھر انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی زندگی میں قادیان سے جانے کے ارادے کا اظہار نہیں کیا۔البتہ اندر ہی اندر کھچڑی پکتی رہی اور کئی طرح کے منصوبوں سے انہوں نے جماعت میں فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی۔

حضرت مصلح موعودؓ مزید فرماتے ہیں کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ مرض الموت سے بیمار ہوئے تو طبعا ہم سب کے قلوب میں ایک بے چینی تھی اور ہم نہایت ہی افسوس کے ساتھ آنے والی گھڑی کو دیکھ رہے تھے اور چونکہ آپ کی بیماری کی وجہ سے لوگوں کی عام نگرانی نہیں رہی تھی اور اختلافی مسائل پر گفتگو بڑھتی چلی جارہی تھی ، اس لئے میں نے ایک اشتہار لکھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اب جب کہ حضرت خلیفۃ المسیحؓ سخت بیمار ہیں یہ مناسب نہیں کہ ہم اختلافی مسائل پر آپس میں اس طرح بحثیں کریں۔مناسب یہی ہے کہ ہم ان بحثوں کو بند کر دیں اس وقت کا انتظار کریں جب کہ اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت دے دے اور آپ خود ان بحثوں کی نگرانی فرماسکیں۔میں نے یہ اشتہار لکھ کر مرزا خدا بخش صاحب کو دے دیااور میں نے کہا آپ اسے مولوی محمد علی صاحب کے پاس لے جائیں تاکہ وہ بھی اس پر دستخط کر دیں۔اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ میرے ہم خیال اور ان کے ہم خیال دونوں اس قسم کی بحثوں سے اجتناب کریں گے اور جماعت میں کوئی فتنہ پیدا نہیں ہوگا۔یہ حضرت خلیفہ اولؓ کی وفات سے صرف دو یا ایک دن پہلے کی بات ہے۔مگر بجائے اس کے کہ مولوی محمد علی صاحب اس اشتہار پر دستخط کر دیتے انہوں جواب دیا کہ جماعت کے دوستوں میں جو کچھ اختلاف ہے چونکہ اس سے عام لوگ واقف نہیں اس لیے ایسا اشتہار شائع کرنا

مناسب نہیں۔اس طرح دشمنوں کو خواہ مخواہ ہنسی کا موقع ملے گا۔میرے خیال میں اشتہار شائع کرنے کی بجائے یہ بہتر ہے کہ ایک جلسہ کا انتظام کیا جائے جس میں آپ بھی تقریر کریں اور میں بھی تقریر کروں۔اور ہم دونوں لوگوں کو سمجھادیں کہ اس طرح گفتگو نہ کریں چنانچہ مسجد نور میں ایک جلسہ کا انتظام کیا گیا۔مولوی محمد علی صاحب نے مجھ سے خواہش کی کہ پہلے میں تقریر کروں۔چنانچہ میں نے جو کچھ اشتہار میں لکھا تھاوہی بیان کر دیااور اتفاق پر زور دیا۔میری تقریر کے بعد مولوی محمد علی صاحب کھڑے ہوئے مگر بجائے اس کے کہ وہ لوگوں کو نصیحت کرتے الٹا انہوں نے لوگوں ڈانٹنا شروع کر دیا کہ تم بڑے نا لائق ہو مجھ پر اور خواجہ صاحب پر خواہ مخواہ اعتراض کرتے ہوتمہاری یہ حرکت پسندیدہ نہیں اس سے باز آجاو۔غرض انہوں نے خوب زجرو توبیخ سے کام لیا۔جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بجائے اتفاق پیدا ہونے کے افتراق اور بھی ترقی کر گیا اور لوگوں کے دلوں میں ان کے دلوں میں نفرت پیدا ہوگئی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کو اختلافات سے محفوظ رکھنے کی بھر پور کوشش کی چنانچہ آپ فرماتے ہیں”کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی طبیعت اب زیادہ کمزور ہوتی جارہی تھی اس لئے ہر شخص کے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا تھاکہ آپ کے بعد کیا ہوگا۔میرے سامنے صرف جماعت کے اتحاد کا سوال تھا۔یہ سوال نہیں تھا کہ ہم میں سے خلیفہ ہو یا ان میں سے۔چنانچہ گو عام طور پر وہ لوگ جو حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت پر ایمان رکھتے تھے ان کا یہی خیال تھا کہ ہم کسی ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت نہیں کر سکتے جس کے عقائد ان کے عقائد سے مختلف ہوں کیونکہ اس سے احمدیت کے مٹ جانے کا اندیشہ ہے۔مگر میں نے دوستوں کو خاص طور پر سمجھانا شروع کیاکہ اگر حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی وفات پر ہمیں کسی اندیشہ کی فکر ہوتو ہمیں انہیں لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لینی چاہئے۔چنانچہ میں نے اکثر دوستوں کو اس بات پر آمادہ کر لیاکہ اگر جھگڑا صرف اس بات پر ہوکہ خلیفہ کس جماعت میں سے ہوہم میں سے یا ان میں سے تو ہمیں ان میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کرنے کیلئے تیار رہنا چاہئے۔

۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفہ اولؓ وفات پاگئے۔میں جمعہ پڑھا کرنواب محمد علی خان صاحب کی گاڑی میں آرہا تھاکہ راستہ میں مجھے آپ کی وفات کی اطلاع ملی اور اس طرح میرا ایک اور خواب پورا ہو گیاجو میں نے اس طرح دیکھا تھاکہ میں گاڑی میں سوار ہوں اور گاڑی ہمارے گھر کی طرف جارہی ہے کہ راستہ میں مجھے کسی نے حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی وفات کی خبر دی۔میں اس رویا کے متعلق سمجھتا تھا کہ غالباً میں اس وقت سفر پر ہوں گاجب حضرت خلیفۃالمسیح

الاولؓ کی وفات ہو گی۔مگر خداتعالیٰ نے اسے اس رنگ میں پورا کر دیا کہ جب جمعہ پڑھا کر میں گھر واپس آیاتو نواب محمد علی خان صاحب کا ملازم ان کا یہ پیغام لیکر میرے پاس آیاکہ وہ میرے انتظار میں ہیں اور ان کی گاڑی کھڑی ہے۔چنانچہ میں ان کے ہمراہ گاڑی پر سوار ہو کرچل پڑا اور راستہ میں مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات کی خبر مل گئی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس نازک موقعہ پر خاص طور پر جماعت کو دعاوں کی تحریک کی اور تمام جماعتوں کو تاریں بھجوادیں گئیں حضورؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دوستوں کو تحریک کی کہ ہر شخص اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے دعاوں میں لگ جائے۔راتوں کو تہجد پڑھے اور جسے توفیق ہو وہ کل روزہ بھی رکھے تاکہ اللہ تعالیٰ اس مشکل کے وقت جماعت کی صحیح رہنمائی کرے۔اور ہمارا قدم کسی غلط راستے پر نہ پڑے۔

آپ مزید فرماتے ہیں:۔

اسی دن میں اپنے رشتہ داروں کو جمع کیااور ان سے اس اختلاف کے متعلق مشورہ طلب کیا۔انہوں نے اس بات پر اصرار کیا کہ خلیفہ ایسا شخص ہی ہونا چاہئے جس کے عقائد ہمارے عقائدکے ساتھ متفق ہوں مگر میں ان سمجھا یا کہ اصل چیز جس کی اس وقت ہمیں ضرورت ہے وہ اتفاق ہے۔خلیفہ کا ہونا بے شک ہمارے نزدیک مذہبا ضروری ہے لیکن چونکہ جماعت میں اختلاف پیدا ہونا بھی مناسب نہیں، اس لئے اگر وہ بھی کسی کو خلیفہ بنانے میں ہمارے ساتھ متحد ہوں تو مناسب یہ ہے کہ عام رائے لے لی جائے اور اگر انہیں اس سے اختلاف ہوتو کسی ایسے آدمی کی خلافت پر اتفاق کیا جائے جو دونوں فریق کے نزدیک بے تعلق ہو۔اور اگر وہ یہ بھی قبول نہ کریں تو پھر انہی میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لی جائے چاہے وہ چوہدری محمد علی ہی کیوں نا ہوں۔یہ بات اگرچہ منوانی سخت مشکل تھی مگر میرے اصرار پر ہمارے تمام خاندان نے اس بات کو تسلیم کر لیا۔

آپؓ مزید فرماتے ہیں:۔

اس کے بعد میں مولوی محمد علی صاحب سے ملا اور میں ان سے کہا کہ میں آپ سے کچھ باتیں کرنی چاہتا ہوں ۔چنانچہ ہم دونوں جنگل کی طرف نکل گئے۔مولوی محمد علی صاحب نے کہا کہ حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی وفات کے بعد جلد

ہی کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس وجہ سے کہ جماعت میں اختلاف اور فتنے کا ڈر ہے پورے طور پر بحث کر کے ایک بات پر متفق ہو کر کام کر نا چاہئے۔میں نے کہا کہ کل تک امید ہے کافی لوگ جمع ہو جائیں گے۔اس لئے میرے نزدیک کل جب تمام لوگ جمع ہو جائیں تو مشورہ کر لیا جائے۔مولوی صاحب نے کہا کہ نہیں اتنی جلدی کی کیا ضرورت ہے۔چار پانچ ماہ جماعت غور کر لے پھر اس کے بعد جو فیصلہ ہو اس پر عمل کر لیا جائے۔میں نے کہا کہ اس عرصہ میں اگر جماعت کے اندر کوئی فساد ہو گیا تو اس کا ذمہ دار کون ہو گا۔جماعت بغیر لیڈر اور رہنما کے ہو گی اور جب جماعت کا کوئی امام نہیں ہو گا تو کون اس کے جھگڑوں کو حل کرے گا اور جماعت کے لوگ کس کے پاس اپنی فریاد لے کر جائیں گے۔فساد کا کوئی وقت مقرر نہیں ، ممکن ہے آج شام کو ہی ہو جائے۔پس یہ سوال رہنے دیں کہ آج اس امر کا فیصلہ نہ ہو کہ کون خلیفہ بنے بلکہ آج سے پانچ ماہ کے بعد فیصلہ ہو۔ہاں اس امر پر ہمیں ضرور بحث کرنی چاہئے کہ کون خلیفہ ہو اور میں نے مولوی محمد علی صاحب سے کہا کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اور میرے ہم خیال اس بات پر تیار ہیں کہ آپ لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔مولوی صاحب نے کہا یہ بڑی مشکل بات ہے آپ سوچ لیں اور کل اس پر پھر گفتگو ہو جائے۔چنانچہ ہم دونوں الگ ہو گئے۔

اس کے بعد اگلے دن ہی مولوی محمد علی صاحب کا ایک ٹریکٹ حضورؓ کو ملا آپ فرماتے ہیں:۔

رات جب میں تہجد کیلئے اٹھا تو بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی نے مجھے ایک ٹریکٹ دیا اور کہا کہ یہ ٹریکٹ تمام راستہ میں بیرونجات سے آنے والے احمدیوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔میں نے اسے دیکھا تو وہ مولوی صاحب کا لکھا ہوا تھا اور اس میں جماعت پر زور دیا گیا تھا کہ آئندہ خلافت کا سلسلہ نہیں چلنا چاہئے اور یہ کہ حضرت خلیفہ اولؓ کی بیعت بھی انہوں نے بطور ایک پیر کے کی تھی نہ کہ بطور خلیفہ کے۔ساتھ ہی یہ بھی لکھا تھا کہ جماعت کا ایک امیر ہو سکتا ہے مگر وہ بھی ایسا ہونا چاہئے جو واجب الاطاعت نہ ہو، جو غیر احمدیوں کو کافر نہ کہتا ہو اور جس کی چالیس سال سے زیادہ عمر ہو۔مقصد یہ تھا کہ اگر خلیفہ بنایا جائے تو مولوی محمد علی صاحب کو کیونکہ ان کی عمر اس وقت چالیس سال سے زائد تھی اور وہ غیر احمدیوں کو کافر بھی نہیں کہتے تھے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ”میں نے جب یہ ٹریکٹ پڑھا تو آنے والے فتنہ کا تصور کرکے خود بھی دعا میں لگ گیا اور دوسرے لوگ جو اس کمرہ میں تھے ان کو بھی میں نے جگایا اور اس ٹریکٹ سے باخبر کرتے ہوئے انہیں دعاوں کی تاکید

کی۔چنانچہ ہم سب نے دعائیں کیں۔روزے رکھے اور قادیان کے اکثر احمدیوں نے بھی دعاوں اور روزے میں حصہ لیا ۔صبح کے وقت بعض دوستوں نے یہ محسوس کرکے کہ مولوی محمد علی صاحب نے نہ صرف ہم سے دھوکا کیا ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وصیتو ں کی بھی تحقیر کی ہے ایک تحریر لکھ کر تمام آنے والے احباب میں اس غرض سے پھرائی تا معلوم ہو کہ جماعت کا رجحان کدھر ہے۔اس میں جماعت کے دوستوں سے دریافت کیا گیاتھا کہ آپ بتائیں حضرت خلیفہ اولؓ کے بعد کیا ویسا ہو کوئی خلیفہ ہو نا چاہئے یا نہیں جیساکہ حضرت خلیفہ اولؓ تھے اور یہ کہ انہوں نے حضرت خلیفہ اولؓ کی بیعت آپ کو خلیفہ سمجھ کر کی تھی یا ایک پیر اور صوفی سمجھ کر ۔اس ذریعہ سے جماعت کے دوستوں کے خیالات معلوم کرنے کا یہ فائدہ ہوا کہ ہمیں لوگوں کے دستخطوں سے یہ معلوم ہو گیا کہ جماعت کا نو ے فیصدی سے زیادہ حصہ اس امر پر متفق ہے کہ خلیفہ ہونا چاہئے اور اسی رنگ میں ہونا چاہئے جس رنگ میں حضرت خلیفہ اولؓ تھے۔

آپ مزید فرماتے ہیں‌کہ دس بجے کے قریب مجھے مولوی محمد علی صاحب کا پیغام آیا کہ کل والی بات کے متعلق میں پھر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔چنانچہ میں ان کو بلوالیا اور باتیں شروع ہو گئیں۔میں اس امر پر زور دیا کہ خلافت کے متعلق آپ بحث نہ کریں کیونکہ آپ ایک خلیفہ کی بیعت کرکے اس اصول کو تسلیم کر چکے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد جماعت میں خلفاء کا سلسلہ جاری رہے گاصرف اس امر پر بحث کریں کہ خلیفہ کون ہو۔وہ باربار کہتے تھے کہ اس بارہ میں جلدی کی ضرورت نہیں جماعت کو چار پانچ ماہ غور کر لینے دیا جائے۔اور میرا جواب وہی تھا جو میں ان کو پہلے دے چکا تھا بلکہ میں نے ان یہ بھی کہا کہ اگر چار پانچ ماہ کے اندر بھی اختلاف ہی رہا تو کیا ہو گا۔اگر آپ کثرت رائے پر فیصلہ کریں گے تو کیوں نہ ابھی جماعت کی کثرت رائے سے یہ فیصلہ کر لیا جائے کہ کون خلیفہ ہو۔جب سلسلہ گفتگو کسی طرح ختم ہوتا نظر نہ آیا تو میں نے مولوی محمد علی صاحب سے کہا کہ باہر جو لوگ موجود ہیں ان سے مشورہ لے جائے اس پر مولوی صاحب کے منہ سے بے اختیار فقرہ نکل گیا کہ میاں صاحب آپ کو پتہ ہے کہ وہ لوگ کس کو خلیفہ بنائیں گے۔میں نے کہا لوگوں کا سوال نہیں میں خود یہ فیصلہ کر چکا ہوں کہ آپ لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لوں اور میر ے ساتھی بھی اس غرض کیلئے تیار ہیں‌مگر انہوں نے پھر بھی یہی جواب دیا کہ آپ جانتے ہیں وہ کس کو منتخب کریں گے۔اس پر میں مایوس ہو کر اٹھ بیٹھا کیو نکہ باہر جماعت کے دوست اس قدر جوش میں

بھرے ہوئے تھے کہ وہ ہمارے دروازے توڑ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہم زیادہ صبر نہیں کر سکتے۔جماعت اس وقت تک بغیر کسی رئیس کے ہے اور آپ کی طرف سے کوئی امر طے ہونے میں ہی نہیں آتاآخر میں نے مولوی صاحب سے کہا چونکہ ہمارے نزدیک خلیفہ ہونا ضروری ہے اس لیے آپ کی جو مرضی ہو کریں۔ہم اپنے طور پر لوگو ں سے مشورہ کرکے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے ہیں چنانچہ یہ کہتے ہوئے میں وہا ں سے اٹھ کھڑا ہوااور مجلس برخواست ہو گئی۔

عصر کی نماز کے بعد جب نواب محمد علی خان صاحب نے حضرت خلیفہ اولؓ کی وصیت سنانے کے بعد لوگوں سے درخواست کی کہ وہ کسی کو آپ کا جانشین تجویز کریں تو سب نے بالاتفاق میرا نام لیا اور اس خلافت ثانیہ کا قیام عمل میں آیا۔

میں نے سنا ہے کہ اس وقت مولوی محمد علی صاحب بھی کچھ کہنے کیلئے کھڑے ہوئے تھے مگر کسی نے کے کوٹ کو جھٹک کر کہاکہ آ پ بیٹھ جائیں۔بہر حال جو کچھ ہوااللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہوااور وہ جس کو خلیفہ بنا نا چاہتا تھا اس کو ا س نے خلیفہ بنا دیا۔

حضرت مصلح موعودؓ حضرت خلیفہ اول کے بعض ارشادات کی اصل حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

یہ لوگ حضرت خلیفہ اولؓ کو اپنے متعلق ہمیشہ غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی کو شش کرتے تھے۔اسی لئے حضرت خلیفہ اولؓ کے لیکچروں میں بعض جگہ اس قسم کے الفاظ نظر آجاتے ہیں کہ لاہوری دوستوں پر بدظنی نہیں کرنی چاہئے ۔یہ خیا ل کرنا کہ وہ خلافت کے مخالف ہیں جھوٹ ہے۔اس کی وجہ یہی تھی کہ یہ خود حضرت خلیفہ اولؓ سے بار بار کہتے کہ ہمارے متعلق جو کچھ کہاجاتا ہے جھوٹ ہے،ہم تو خلافت کے صدق دل سے مُوید ہیں۔مگر اب دیکھ لو ان کا جھوٹ کس طرح ظاہر ہوگیا او ر جن باتوں کا وہ قسمیں کھا کھا کر اقرار کیا کرتے تھے اب کس طرح شدت سے ان کا انکار کرتے رہتے ہیں۔

غرض حضرت خلیفہ اول کی خلافت کو تسلیم کر لینے کے بعد ان لوگوں نے بھی خوارج کی طرح الحکم للہ الامر شوریٰ بینا کا راگ الاپنا شروع کر دیا مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ناکام رکھا اورجماعت میرے ہاتھ پر جمع ہوئی۔ان کے بعد

بھی بعض لوگ بعض اغراض کے ماتحت بیعت سے علیحدہ ہوئے اور انہوں نے بھی ہمیشہ وہی شور مچایا جو خوارج مچایا کرتے تھے۔مگر خداتعالیٰ نے آج تک ان کو ناکام و نامراد رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ وہ آئندہ بھی جماعت کو ان کے فتنوں سے محفوظ رکھے۔

آمین ثمہ آمین